بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

بنات النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

وعن ابن عباس وكان عمر رسول الله ﷺ وآلہ وسلم حين تزوج خديجة خمسا و عشرين سنة كان عمرها ثمانيا و عشرين۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب آنخضرت ﷺ و آلہ نے حضرت خدیجہؓ سے عقد فرمایا تو آپؐ کا سن ۲۵ سال تھا اور حضرت خدیجہ ۲۸ سال کی تھیں۔البداية و النهاية اردو جلد ۵ ص ۵۰۵ نفیس اکڈیمی۔ البداية والنهاية (عربی) سنة احدى عشرة ج۵ ص ۲۹۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۳۲

وكانت خديجة أسن مني بسنتين ولدت قبل الفيل بخمس عشرة وولدت أنا قبل الفيل بثلاثة عشرة سنة۔طبقات ابن سعد (عربی) ج۸ ص ۱۲؛ تاریخ دمشق ابن عساکر ج۳ ص ۶۹۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ و آلہ نے خدیجہؓ مجھ سے دو برس بڑی تھیں اور ۱۵ سال قبل واقعہ فیل سے پہلے پیدا ہوئیں تھیں اور میری ولادت ۱۳ سال قبل واقعہ فیل سے ہوئی تھیں۔ طبقات ابن سعد ج۸ ص ۳۲۔

كانت خديجة أمرأة باكره کہ حضرت خدیجہؓ رسول اللہ ﷺ و آلہ وسلم سے جب عقد ہوا وہ باکرہ تھیں دلائل النبوة اسمعيل بن محمد الفضل التيمي الأصبهاني دار طيبة الرياض ۔ جلد ۱ ص ۱۷۸۔

نبی ﷺ و آلہ وسلم کی چار بیٹیوں کے قائل ہیں وہ دلیل میں سورۃ احزاب کی آیت ۵۹ پیش کرتے ہیں: یایھا النبی قل لازواجک و بناتک ونسآء المؤمنين يدنين عليهن من جلا بيبهن۔اے نبیؐ! اپنی بیبیوں اور بیٹیوں کو اور مومنین کی عورتوں کو فرمادیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر ڈال لیا کریں۔چونکہ اس آیت میں لفظ ''بیٹیوں'' آیا ہے اس سے یہ ثابت ہے کہ آنخضرت ﷺ و آلہ کے ایک سے زائد بیٹیاں تھیں۔

اس سلسلے میں چند دلائل ملاحظہ فرمائے۔اس آیت کریمہ میں لفظ بنات صیغہ جمع کا ہے اور عربی قاعدہ کے لحاظ سے صیغہ واحد موجودہ لفظ کے لحاظ سے بنت ہو گا، اور اگر دو ہوں تو صیغہ تثنیہ بنتین جیسے ثقلین ، مرتین وغیرہ، اور دو سے زائد ہوں جمع کا صیغہ بنات ہو گا۔ کسی بھی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ اس آیت کے نزول کے وقت تین بیٹیاں زندہ تھیں۔ سب سے پہلی جو بیٹی مشہور ہے وہ رقیہ ہیں ان کی وفات ۲ ہجری، زینب ۶ یا ۸ ہجری اور ام کلثوم ۹ ہجری اور یہ آیت نازل ہوئی ۹ ہجری ۔

مزید یہ کہ قرآن مجید کے سورہ ھود آیت ۷۸ قال يقوم هؤلآء بناتي هن اطهرلكم : کہ جب قوم لوط سے حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں یہ پاکیزہ ہیں تمھارے لئے۔ تمام مفسرین اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ فرمایا سعید بن جبیرؒ نے کہ بناتی سے مراد قوم کی ساری عورتیں ہیں۔ اس لئے کہ ''وكل نبي أبو أمته'' ہر نبی اپنی اُمت کا

باپ ہوتا اور اس کے لئے سعید ابن جبیرؓ نے ابی کعبؓ کی قرأت کا حوالہ دیا کہ سورہ احزاب کی آیت ۶ النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه اُمهاتهم "وهو اب لهم"۔ بھی آیا ہے۔ تفسیر طبری ج ۱۵ ص ۱۴ ۴۱۴؛ ابن کثیر ج ۴ ص ۷ ۳۳؛ تفسیر البغوی ۴ ص ۱۹۲؛ اشرف علی تھانوی ترجمہ۔

فخر الدين رازی تفسير كبير ج ۸ نس ۷ ۲ ۴ تفسير والضحي: فاما اليتيم فلا تقهر: وروي نزلت حين صاح النبي صلي الله عليه وآله علی ولد خديجة۔ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب نبی اکرم ﷺ حضرت خدیجہ کی اولاد پر ناراض ہوئے۔ اگر جناب خدیجہؓ کے اِن بچوں کے باپ حضورؐ اکرم تھے تو یتیم کیوں فرمایا؟۔

سورہ نساء تفسیر ۲۳ آیت وَرَبَائِبُكُمُ اللاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۔وهو متعلق بربائبكم كما تقول : بنات رسول الله صلى الله عليه وسلم من خديجة:تفسير النيشابوري ج ۲ باب ۳۲ ص ۴۶۹ من نسائكم اللاتي دخلتكم ؛تفسير الكشاف ج ۱ ص ۳۹۵ سوره ا لنساء تفسير اللباب ابن عادل ابو حفص سراج الدين متوفی ۷۷۵ ہجری۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ بنات سے مراد ہر صنف نازک ہے جس کا نسب پیغمبر تک پہنچتا ہے۔ ایک پشت ہو یا چند پشت کے فاصلے سے اور وہ دختری ہو یا پسری۔ جس طرح ماں اور دادی اور دادی کی ماں امھات میں داخل ہیں اسی طرح بیٹی نواسی پوتی وغیرہ بنات میں داخل ہیں۔ لہذا قیل بناتک کہنا خصوصی ہے حضرت فاطمہؑ اور اُن کی اولاد اور اولاد کے لڑکیاں شامل ہیں۔ غرائب القران ج ا س ۴۱۸

مدعیان چار بیٹیاں تین روایات کتب شیعہ سے پیش کرتے ہیں۔

روایت اول حیات القلوب علامہ مجلسیؒ جلد دوم ص ۸۷۰ سے کہ قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ و آلہ کی اولاد حضرت خدیجہؓ سے طاہر قاسم، فاطمہؑ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب متولد ہوئے۔

جواب: اس روایت کی سند یوں ہے۔ روی الحميری فی قرب الاسناد عن هارون بن مسلم عن مسعده بن صدقة عن جعفرؑ عن ابيه عليها السلام اس سند میں ایک راوی حمیری ہے جو شارب الخمر ہے انه كان يشرب الخمر رجال مامقانی جلد اول ص ۱۴۲۔ یعنی وہ ہمیشہ شراب پیتا تھا۔ دوسرا راوی اس سند روایت میں مسعده بن صدقه جس کا تعلق اہل سنت کی بتری جماعت سے رجال مقامانی جلد ۳ ص ۲۱۲۔

دوسری روایت انھیں راویوں سے اسی کتاب کے حوالے سے ص ۸۱۷ بسند صحیح ابن ادریس روایت کردہ است از امام محمد باقر علیہ السلام کہ: رسول دختر بدو منافقان داد۔ یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول کریم ﷺ آلہ نے دو لڑکیاں دو منافقوں کو دیں۔ ایک کا نام ابوالعاص اور دوسرے کا نام تقیتہً ترک کر دیا (یعنی حضرت عثمان)

بجائے چار بیٹیاں ثابت کرنے کہ حضرت عثمان پر منافق ہونے کا الزام عائد ہو گیا۔
اس روایت میں ابن ادریس روای کاذب ہے اور یہ کہ اس روایت میں یہ کب کہا گیا کہ ''اپنی بیٹی''۔اور یہ کہ اس روایت میں چار بیٹیاں کہاں بتلایا گیا۔

صھر رسول:۔

تیسری دلیل دی جاتی ہے وہ نهج البلاغه کا خطبہ ۱۶۲ ہے۔حضرت عثمان کے دور خلافت میں جب حکومت اور اُس کے کارندوں کے ستائے ہوئے اکابر صحابہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے آپ سے خواہش کی کہ حضرت عثمان کو نصیحت کریں چنانچہ آپ نے اس خطبہ میں گفتگو کو خوشگوار بنانے کے لئے وہ لب ولہجہ اختیار کیا جو اشتعال دلانے کے بجائے حضرت عثمان میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرے۔چنانچہ اُن کی صحابیت شخصی اور شیخین کے مقابلے میں پیغمبر ﷺ و آلہ سے خاندانی قرابت کو ظاہر کرنے سے اُسے فرض شناسی کی طرف متوجہ کرنا مقصود تھا۔اس لئے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: و صحبت رسول اللّه صلّى اللّه عليه و آله كما صحبنا . و ما ابن أبي قحافة و لا ابن الخطّاب بأولى بعمل الحقّ منك . و أنت أقرب إلى رسول اللّه صلّى اللّه عليه و آله و سلّم وشيجة رحم منهما .و قد نلت﴿ من صهره ما لم ينالا﴾. جس طرح ہم رسول اللہ کی صحبت میں رہے تم بھی رہے اور حق پر عمل پیرا ہونے کی ذمی داری ابن ابی قحافہ اور ابن خطاب پر اس سے زیادہ نہ تھی جتنی کی تم پر ہونا چاہئے اور تم تو رسولؐ سے خاندانی قرابت کی بنا پر اُن دونوں (یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر) سے قریب تر بھی ہو اور اُن کی ایک طرح کی دامادی بھی تمھیں حاصل ہے کہ جو اُنھیں حاصل نہ تھی۔

واضح رہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا من صهره یہ لفظ من تبعیض کا لفظ ہے جو لفظ خاص سے مختلف ہے جس کے معنی بعض کے ہیں اگر اصلی داماد ہوتے تو من کیوں فرماتے۔جیسا السلمان منّا اهل البیت اس منا کہنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ کہنے والے کی نسل میں داخل ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں سورہ ابراہیم آیت ۲۶ حضرت ابراہیم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں فمن تبعنی فانه منی کے جس نے میری پیروی کی تو وہ مجھ سے ہے۔

سورة الفرقان: آية ۵۴ :وَهُوَ الَّذِى خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَباً وَصِهْراً وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيراً

اور وہی تو ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور پھر اُس کے خاندان اور سسرال والا بنادیا اور آپ کا پروردگار بہت زیادہ قدرت والا ہے۔

آخرها أخبرني أبو عبد الله القسايني قال أخبرنا أبو الحسن النصيبي القاضي قال أخبرنا أبو بكر السبيعي الحلبي

قال حدثنا علی بن العباس المقانعی قال حدثنا جعفر بن محمد بن الحسین قال حدثنا محمد بن عمرو قال حدثنا حسین الأشقر قال حدثنا أبو قتیبة التیمی قال سمعت ابن سیرین یقول فی قول اللہ سبحانه وتعالی وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا قال نزلت فی النبی صلی اللہ علیه وسلم وعلی بن أبی طالب زوج فاطمة علیا وهو ابن عمه وزوج ابنته فکان نسبا وصهرا .الثعلبی

ثعلبی اور دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ مذکور آیت کریمہ: حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور اُن کی بیٹی حضرت فاطمہؑ کے شوہر تھے۔اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ نسب اور صہر ہوئے۔ **تفسیر الثعلبی**

نسب اور صہر میں فرق یہ ہے کہ نسب وہ قرابت ہے جس سے خاندانی رشتہ چلتا ہے۔اور نسل کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔اور صہر وہ قرابت ہے جو عورتوں سے چلتی ہے اور اس سے سسر اور دامادی کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔چنانچہ زمخشری نے اس آیت کریمہ کی تفسیر لکھتے ہیں بشر کی دو قسمیں ہیں:(۱)ذوی نسب یعنی مرد کہ جن سے نسب چلتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں یا فلاں بنت فلاں (۲)ذوات صہر:یعنی عورتیں کہ جن سے سسرالی رشتہ چلتا ہے۔(تفسیر کشاف)۔چنانچہ صہر کے معنی داماد، خسر اور بہنوئی سب آتے ہیں، صہر کی جمع اصہار ہے (لغات القرآن نعمانی ج ۴ ص ۵۴)

روی أبو سعید في شرف النبوة أن رسول اللہ ﷺ وآلہٖ قال لعلی، أتیت ثلاثا لم یؤتهن أحد ولا أنا، أوتیت صهراً مثلي ولم أتیت أنا مثلک،أو أتیت زوجة صدیقة مثل ابنتی، ولم أؤت مثلها زوجة وأتیت الحسن والحسین من صلبک، ولم أؤت من صلبی مثلهما۔ ولکنکم مني وأنا منکم۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے:یاعلیؑ تمہیں اللہ نے تین فضیلتیں ایسی عطا کی ہے کہ وہ کسی اور کو نہیں عطا ہوئی حتیٰ کہ مجھ کو بھی نہیں ایک یہ کہ تم کو مجھ جیسا سسر ملا مجھے ایسا سسر نہیں ملا، تمہیں زوجہ صدیقہ میری بیٹی ملی جو مجھ کو بھی (ایسی صدیقہ) نہیں ملی، تمھیں حسنؑ اور حسینؑ تمہاری صلب سے عطا کئے گئے اور میری صلب سے ایسی اولاد نہیں ہوئی۔

وأخرج معناه في مسنده وزیادة في لفظه:یا علی، أعطیت ثلاثا لم یجتمعن لغیرک، مصاهرتی، و زوجک ولدیک،والرابعة لولاک ما عرف المؤمنون۔ ریاض النضرة المحب الطبری جلد سوم ص ۱۷۲۔ ۱۷۳ دارلکتب العلمیة بیروت۔

اور ایک روایت ہے کہ فرمایا رسول للہ ﷺ وآلہ وسلم نے:یاعلیؑ تمھیں اللہ نے تین ایسی عطیے دئے ہیں جو کسی کو ایک وقت میں میسر نہیں، میری دامادی، اور تمہاری جیسی زوجہ اور تمہارے جیسی اولاد (یعنی حسن اور حسین علیھما السلام)۔اے علیؑ اگر تم نہ ہوتے تو مومنین کا تعارف نہ ہوتا۔

يا على إن الله أمرني أن أتخذک صهرا۔ذخائر العقبي ج ۱ ص۸٦؛سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي المؤلف : العصامي ج ۲ص ۲۰ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا علیؑ!اللہ نے مجھے تمھیں داماد بنانے کا حکم دیا ہے۔

خطبہ نکاح وإن الله تبارک اسمه وتعالت عظمته جعل المصاهرة سببا لا حقا۔

یہ خطبہ عقد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھما کے وقت پڑھا۔ کوئی تاریخ نہیں بتلاتی کہ کسی اور بیٹیوں کے لئے آپؐ نے کوئی خطبہ پڑھا ہو یا شرکت کی ہو۔

وعن عمر رضی اللهعنه وقد ذکر عنده علیؑ قال ذلک صهر رسول الله نزل جبریل فقال یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) إن الله یأمرک أن تزوج فاطمة ابنتک من علی۔ ذخائر العقبی ج ۱ ص ۲۹۔

اور حضرت عمر سے روایت ہے کہ ان کے سامنے حضرت علیؑ کا ذکر ہوا تو اُنھوں نے فرمایا کہ وہ رسولؐ کے داماد تھے اور جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ! اللہ نے آپ کو آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کا عقد حضرت علی (علیہ السلام) سے کرنے کا حکم دیا ہے۔

ربيعة بن الحارث فقال والله ما تصنع هذا إلا نفاسة منک علينا فوالله لقد نلت صهر رسول الله صلى الله عليه وسلم فما نفسناه عليک صحيح مسلم كتاب الزكاة باب ٹهريم الزکوٰة على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ الہٖ بنو هاشم و بنو المطلب حضرت علی سے ربیعہ بن حارث نے کہا واللہ! آپ نے جو شرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی دامادی کا پایا ہے تو ہم اس بات کا حسد نہیں رکھتے۔اردو شرح مسلم نووی جلد سوم ص ۹۳۔

اولاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں مورخین لکھتے ہیں کہ سوائے حضرت قاسم فرزند رسول کے تمام اولاد بعد اعلان رسالت ہوئی۔

ولادتیں:-

ہند اور زینب کے بارے میں فولدت له هند بن ابى هالة و زينب بنت ابى هالة **سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۱۰۵۸**

ہند بن ابی ہالہ ،اور زینب بنت ابی ہالہ ہیں۔

كلهم ولدوا بعد النبوة سيرة الحلبية (عربی) ج۳ ص ۳۹۲ باب ذكر نبذ من معجزاة ۔ **تمام اولاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئی۔** و عن الزبير بن بكار۔ قال ولد للنبیؐ القاسم ، وهو أكبر ولده ثم زينب ، ثم عبدالله وكان يقال له الطيب و يقال له الطاهر ولد بعد النبوة و مات صغيرة، أم كلثوم ، ثم فاطمةؑ ، ثم رقية ۔ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۱۷۔ الاستيعاب ج۴ ص ۳۸۰ حالات حضرت خديجه؛تفسير قرطبى تفسير سورة الاحزاب آيت ۵۹ ص ۲۱۴ ؛ البداية والنهاية سنة احدى عشرة ج۵ ص ۳۰۶۔ **اردو جلد ۵ ص ۵۲۸ نفیس اکڈیمی۔**

زبیر بن بکار سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ و آلہ کے صاحبزادے قاسم پیدا ہوئے اور بڑے بیٹے تھے، پھر عبداللہ کی ولادت ہوئی اور انھیں طیّب کہا جاتا ہے، اور انہی کو طاہر بھی کہا جاتا ہے وہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں مر گئے پھر ام کلثوم پھر فاطمہؑ پھر رقیہ پیدا ہوئیں۔

وكان لرسول الله ﷺ وآلہ وسل من الولد القاسم و به كان يكنى ولد له قبل أن يبعث ﷺ وآلہ وسلم، و عبد الله و هو الطيب والطاهر، سمي بذلک لأنه ولد فی الاسلام وزينب ،و ام كلثوم، رقية و فاطمةؑ و أمهم خديجة بنت خويلد۔ فمات قام و هو اول ميت من ولدهﷺ وآله وسلم بمكة ثم مات عبد الله فقال عاص انقطع نسله فهو ابتر۔ طبقات ابن سعد (عربی) ج۳ ص۷؛ ابن عساكر ج۳ ص ۱۲۵ ۔

طبقات ابن سعد حصہ دوم ص۱۹۷: رسول اللہ ﷺ و آلہ وسلم کی اولاد میں قاسم تھے جن کی وجہ سے آپؐ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے، ایک فرزند عبداللہ تھے، وہی طیب وطاہر تھے اُن نام یہ اس لئے رکھا گیا کہ آپ اسلام میں (بعثت کے بعد) پیدا ہوئے، اور چار بیٹیاں زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہؑ (سلام اللہ علیہا) تھیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ و آلہ وسلم کے ولد اکبر قاسم تھے اُن کے بعد زینب پھر عبداللہ، ام کلثوم، فاطمہؑ (علیہا السلام) قاسم کا انتقال ہو گیا۔ آپؐ کی اولاد میں سے مکہ میں سب سے پہلی میت آپ کی تھی بعد عبداللہ کا انتقال ہوا تو عاص بن وائل نے کہا تھا کہ نسل منقطع ہو گئی یہ ابتر ہے (بے نام ونشان) ہو گئے۔ اس پر اللہ نہ یہ آیت نازل فرمائی ان شانئک ھوالابتر۔ ابن عساکر ج۳ ص ۱۲۵

صحيح مسلم ج ١ ص١٣٣ باب في قوله تعالى : وأنذر عشيرتک الأقربين ؛قام رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصفا فقال يا فاطمة بنت محمد يا صفية بنت عبد المطلب يا بني عبد المطلب لا أملك لكم من الله شيئا سلوني من مالي ما شئتم دعوت ذوالعشیرۃ کے باب میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ و آلہ نے اعلان کیا کہ اے فاطمہؑ بنت محمدؐ اور اے صفیہؓ بنت عبد المطلب اور بنی عبد المطلب کہ تو میرے مال سے جو چاہے مانگ لے پر اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اس روایت میں آنحضرت ﷺ و آلہ نے صرف حضرت فاطمہؑ کا ہی نام لیا ہے۔ مسند احمد بن حنبل ج۲ ص ۳۳۳ اور کئی کتابوں میں مذکور ہے۔

صاحبان بصیرت کے لئے ایک لمحہ فکر: بعثت کے ساتوں (۷) رسول اللہ ﷺ و آلہ وسلم مع خدیجہؓ اور دیگر بنی ہاشم کے شعب ابی طالب میں تین سال تک محصور رہے اور کوئی روایت نہیں ملے گی کہ اس عرصہ میں حضرت خدیجہؓ سے کوئی اولاد ہوئی ہو۔ یعنی جتنی بھی ولادتیں ہوئیں وہ ان سات برسوں کے درمیان ہی ہوئیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ان سات برسوں میں حضرت خدیجہؓ سے پانچ بچے پیدا ہوئے ہوں اور اُن کی شادی بھی ہو چکی ہو اور اعلان رسالت سے ناراض ہو کر اُن کے شوہروں نے

اُن کو طلاق بھی دی ہو؟۔

كانت ولدت له هند بن أبي هالة فتجوزها رسول الله صلى الله عليه وسلم بعده ولم ينكح عليها امرأة حتى ماتت و ربي ابنها هندا وكان ربيبه و كان يقول **أنا أكرم الناس أبا وأما وأخا وأختا أبي رسول الله صلى الله عليه وسلم و أمي خديجة وأختي فاطمة و أخي القاسم و ولد لهند ربيب رسول الله صلى الله** عليه وسلم أبن سماه هندا المعارف ابن قتيبة ص-۱۳۳؛سبل الهدى والرشاد ؛ الصالحي الشامي ج ١ ص ١٥٩ ؛ السيرة الحلبية - الحلبي - ج ١ ص ٢٢٩ (عربی)؛ فاطمة والمفضلات من النساء - عبد اللطيف البغدادي ص ٦٢ويقال : إن هند شهد بدرا مع النبي (ص) وبعده لازم عليا أمير المؤمنين (ع) حتى قتل شهيدا بين يديه يوم الجمل ؛ ربيع الابرار زمخشری ج۲ ص۴۵۷ سلسله ۴۲۔

ابو ہالہ کے یہاں ایک لڑ کا ہوا اُس کا نام بھی ہند تھا اس طرح یہ ہند ابن ہند تھے، یہ ہند بن ہند کہا کرتے تھے: میں باپ، ماں بھائی اور بہن کے لحاظ سے سب زیادہ معزز اور شریف انسان ہوں۔ میرے والد رسول اللہ ﷺ ہیں، اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی والدہ حضرت خدیجہ سے شادی کرلی تھی۔ میری والدہ حضرت خدیجہ ہیں، میرے بھائی قاسم اور میری بہن فاطمہؑ ہیں۔ یہ حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہوئے اور شہید ہوگئے۔ سیرۃ حلبیہ ج۱ص ۴۴ (اردو)

ابو ہالہ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ وہ سب سے مکرم ہیں اُن کے باپ رسولؐ اکرم ہے اور ماں خدیجہؑ ہیں اور قاسم بھائی ہیں اور صرف ایک بہن کا ہی نام لیا وہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام ہیں۔ (جس طرح رسول اللہ ﷺ و آلہ بربنائے ربوبیت باپ ہیں اُسی طرح حضرت خدیجہؑ بربنائے ربوبیت ماں ہوئیں)۔

تفسیر بیضاوی ج۳ص۹۰سورہ ھود:ونادى نوح ابنه كنعان وقرء على ابنها وكان ربيبه۔ المحرر الوجيز ابو محمد عبدالحق ج۳ ص ۱۳۱؛ تفسیر حقی ج۵ ص ۲۲ ۴؛ تفسیر ابو سود ارشاد العقل ج ۳ ص ۳۵۱؛ تفسیر مدارک میں ہے کہ وكان ربيبا له؛ فخر الدين رازی تفسیر کبیر ج۸ ص ۲۱۴ لکھتے ہیں لفظ[يابني] وصرف هذا اللفظ إلى أنه رباه۔ اس لئے کہ وہ ربوبیت کی وجہ سے۔

حدثني أبو أسامة الحلبي قال : ، ثنا حجاج بن أبي منيع قال : ، ثنا جدي عن الزهري قال » : رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوجها عثمان بن عفان في الجاهلية ـالكتاب : الكنى والأسماء للدولابي ج 1ص71۔ یعنی رقیہ بنت رسول کا ازدواج عثمان بن عفان سے ان کے اسلام لانے سے قبل ہوا۔ یعنی حضرت عثمان کا جب رقیہ سے ازداج ہوا اس وقت وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ خلفاء وتزوج رقيه قبل النبوه۔

رقیہ کا نکاح حضرت عثمان سے قبل بعثت ہوا تھا۔ چونکہ قبل ہجرت رقیہ کا ہجرت حبشہ ہوا تھا۔ مگر اس سے قبل کسی کتاب

سے یہ ثابت نہیں کہ رقیہ یا ام کلثوم یا حضرت عثمان رسول کے ساتھ کبھی نماز پڑھی ہو۔ بکثرت اسلام کے نام نہاد خلفاء اور اُن کے ہواخواہ حتیٰ کہ معاویہ، ویزید تک کے فضائل کتب صحاح میں مندرج ہیں لیکن ان صاحبزادیوں کے فضائل کا کہیں پتا نہیں۔ کئی ایسے واقعات ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ و آلہ وسلم کے ساتھ ساتھ صرف حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کا ذکر ہے۔

چند مثالیں:-

بکثرت کتب اہلسنت سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ و آلہ پیر کے دن مبعوث بہ رسالت ہوئے اور اُسی دن حضرت خدیجہؑ اور اُم ایمن زوجہ زید بن حارثہ مشرف باسلام ہوئیں اور منگل کے دن بعقیدہ اہلسنت حضرت علیؑ مسلمان ہوئے۔ لیکن رقیہ، زینب وام کلثوم کے قبول اسلام کی کوئی تاریخ یا کیفیت کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ اگر یہ لڑکیاں صلبی بنات پیغمبرؐ تو کیا بطن حضرت خدیجہ سے بھی ہوتیں تو اُن کے قبول اسلام کی بھی تاریخ ضرور لکھی ہوتی۔

خانہ کعبہ میں ابوجہل نے جب پیغمبرؐ کے سجدہ صلواۃ میں اونٹ کی غلاظت آپؐ کے پشت پر رکھی اسوقت کوئی ان بیٹیوں میں سے نہیں آیا سوائے حضرت فاطمہؑ۔

جنگ احد میں پیغمبر ﷺ و آلہ وسلم کے جب زخمی ہوئے اور آپؐ کے قتل کی شہرت ہو گئی اور تمام مہاجرین وانصار حتیٰ کہ عاشق بیوی حضرت عائشہ بھی فرار ہو گئیں (بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابی طلحہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ میدان احد میں پانی کی مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں لیکن جب سب فرار ہوئے جیسے حضرت ابو بکر و حضرت عمر اور حضرت عثمان وغیرہ رسول کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اُسی طرح حضرت عائشہ نے بھی فراری اختیار) تو اس میدان میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا پہونچیں اور حضرت علیؑ پانی سپر میں لا رہے تھے اور حضرت فاطمہؑ زخم دھوتی تھیں اور خون بند نہیں ہوا تو آپؑ نے بوریا جلا کر زخموں پر رکھا جب خون بند ہوا۔ اُس وقت کوئی اور صاحبزادی حاضر نہ تھی۔

یہ ساری کوشش چار بیٹیاں ثابت کرنے کی وجہ صرف ایک وجہ ہے کہ حضرت عثمان کو کوئی فضیلت حاصل ہو جائے چنانچہ اسی لئے اُن کو ذوالنورین۔ یعنی اُن کے گھر دو نور جمع ہو گئے تھے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر اس سے قبل ان بیٹیوں کے کافر شوہر کیا ہوئے کیا وہ بھی نوری ہو گئے۔ اگر باعظمت زوجہ سے زوج یعنی شوہر کو کوئی شرف مل سکتا ہے تو فرعون جو حضرت آسیہ کا شوہر تھا اس کو بھی شرف ملنا چاہے۔

ان بیٹیوں کے ساتھ حضرت عثمان کا سلوک کیا تھا۔

رقیہ کا ابی لھب کے بیٹے عتبہ سے عقد ہوا تھا۔ سورۂ تبت یدا (تنزیل کے حساب سے ۶ نمبر) نازل ہوا تو ابی لھب نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا انھیں چھوڑ دینے کا یعنی طلاق دلوا دی۔ عثمان جو اسوقت مسلمان نہیں ہوئے تھے ان سے عقد کر لیا تھا۔ بدر کی لڑائی

کے وقت یہ علیل تھیں اوران کی تیمارداری کا بہانا بتلا کر حضرت عثمان نے جنگ میں شرکت کی معافی حاصل کی تھی۔یاد رہے اگر حضرت عثمان واقعی غنی تھے تو کیا زوجہ کی تیمارداری کے لئے کوئی کنیز کا انتظام نہیں کرسکتے تھے۔بحر حال بہانا مل گیا اور جہاد سے بچ گئے۔

هل منكم رجل لم يقارف الليلة۔جب رقیہ زوجہ عثمان ابن عفان کا انتقال ہوا تو آنخضرت نے فرمایا:وہ شخص قبر میں اُترے کہ جس نے آج کی رات اپنی اہلیہ سے مقاربت نہ کہ ہو پس عثمان قبر میں نہیں اُترے۔اورابو طلحہ نے میت کو قبر میں اُتارا۔مصنف نے لفظ یقارف کے آگے فلیح بن سلیمان کی روایت کے بعد اور اتنا بڑھادیا ہے کہ آنخضرتؐ کی مراد اُس سے جماع معصیت تھا۔ ثابت کی روایت میں یوں ہے کہ جس شخص نے رات میں اہلیہ سے مقاربت نہ کی ہو وہ قبر میں اُتارے یہ سن کر عثمان پیچھے ہٹ گئے اور طحاوی سے منقول ہے کہ لفظ مقارف میں تصحیف یعنی گناہ ہے گویا طحاوی نے عثمان کے اس فعل پر تعجب کیا۔(کہ عثمان سے اور ایسی حرکت؟)پیغمبرؐ خدا کے نزدیک عثمان بڑے حریص تھے۔ ممکن ہو مرض کو طول ہوا ہو اس لئے عثمان کو جماع کی حاجت ہوئی ہو اور اس کا خیال نہ رہا ہو وہ آج ہی مرجائے گی۔اس حدیث میں ایسی کوئی بات ایسی نہیں جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ یہ جماع موت کے بعد واقع ہوا یا جان کنی کی حالت میں اس کا علم اللہ کو ہے انتہی۔تاریخ صغیر امام بخاری جلد ا ص ۱۱ ؛فتح الباری کتاب الجنائز تحت هل منكم رجل لم يقارف الليلة ۔جلد سوم ص ۱۲۷

دوسری بیٹی جو ام کلثوم کے نام سے موسوم ہیں ان کا ابی لھب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا انھیں بھی طلاق مل گئی۔یہ واقعہ بھی سورہ تبت یدا تنزیل کے حساب سے سورہ نمبر ۶ جو اوائل اسلام یعنی شروع اعلان اسلام کے بعد ہی ہوا ہو گا۔رقیہ فوت ہوئیں ۴ ہجری یا ۳ ہجری میں۔رقیہ کی وفات کے بعد ہی حضرت عثمان نے ان سے عقد کیا۔ کسی تاریخ سے یہ واضح نہیں کہ پہلی طلاق کے بعد ام کلثوم کا عقد کس سے ہوا۔

ام کلثوم کی وفات:-

وقد روى قطب الدين الراوندي قصة المغيرة بن أبي العاص في غزوة الخندق وملخص ما هو محط نظرنا منها: أن المغيرة بن أبي العاص ادعى : أنه رمى رسول الله (ص)فكسر رباعيته ، وشق شفتيه وكذب ، وادعى أنه قتل حمزة وكذب. فلما كان يوم الخندق ضرب الله على أذنيه ، فنام ولم يستيقظ حتى أصبح ، فخشي أن يجئ الطلب فيأخذوه ، وجاء إلى منزل عثمان ، وتسمى باسم رجل من بني سليم كان يجلب إلى عثمان الخيل والغنم والسمن.

فأدخله عثمان منزله ، فلما علمت امرأة عثمان ما صنع بأبيها وعمها صاحت ، فأسكتها عثمان . ثم خرج إلى رسول

الله ، فطلب منه الامان للمغيرة ثلاث مرات ، والنبي يحول وجهه عنه حتى آمنه في الثالثة . وأجله ثلاثا ، ولعن من أعطاه راحلة ، أو رحلا ، أو قتبا ، أو سقاء ، أو قربة ، أو إداوة ، أو خفاء ، أو نعلا ، أو زادا أو ماء . فأعطاه عثمان هذه الاشياء . ولم يوفق للخروج من محيط المدينة فأعلم جرائيل النبي بمكانه ، فأرسل زيد بن حارثة والزبير ، فقتله زيد لان النبي كان قد آخى بين زيد وحمزة. فرجع عثمان إلى امرأته ، واتهمها بأنها كانت قد أخبرت أباها بمكان عمه ، فحلفت له بالله ما فعلت ، فضربها بخشبة القتب ضربا مبرحا - كان سبب وفاتها في اليوم الثاني ، وقد منع النبي (ص) عثمان- الذي كان قد ألم بجاريته ليلة وفاتها - من حضور جنازتها ا ولكن قد تقدم بعد غزوة حمراء الاسد : أن هذه القضية قدحصلت بعد واقعة أحد . وربما تكون رواية الراوندي أقرب والله هوالعالم.

الخرائج والجرائح ج ١ ص٩٦ - ٩۴ :البحارالانوار ج ٢٢ ص . ١٥٨ ؛في الكافي ج٣ ص ٢٥١ والتهذيب ج ٣ص ٣٣٣ :وأخرجه في الوسائل ج٢ ص .٨١٨

دوسری لڑکی ام کلثوم کا حضرت عثمان سے عقد ہوا؛ بعد غزوۃ حمراء الأسد حضرت عثمان کا چچا مغیرہ بن ابی العاص یہ دعوی کرتا پھرتا تھا کہ اس نے ہی آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم کے دندان مبارک شہید کیا اور آپؐ کے لب ہائے مبارک کو زخمی کیا اور کہتا تھا وہ ہی اصل میں قاتل حضرت حمزہؓ ہے۔ پس جب خندق کی جنگ ہوئی اللہ نے اُس کے کانوں پر ضرب لگائی اور وہ سو گیا اور صبح تک بیدار نہ ہوا وہ ڈرا کہ تلاش کرنے والا اُسے تلاش نہ کرلے۔ آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ جو کوئی اس کو امان دے اس پر لعنت اور فرمایا کہ وہ جہاں بھی ہو اُسے قتل کر دیا جائے۔ اُس نے حضرت عثمان کے گھر میں جا کر پناہ لی۔ اور حضرت عثمان نے اپنی زوجہ ام کلثوم کو تاکید کہ کی وہ اس کا حال کسی سے نہ بیان کرے۔ ادھر حضرت جبرئیل کے ذریعہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی کے وہ حضرت عثمان کے گھر میں پوشیدہ ہے۔ آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو بھیجا مگر آپ نے اُس کو وہاں نہیں پایا۔ پھر حضرت جبرئیل نے بتلایا کہ وہ ایک کرسی کے نیچے چھپا ہوا ہے اور اُس کرسی پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ حضرت علیؑ گئے اور اس کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ حضرت عثمان نے جب سفارش کی تو آپ خاموش ہو گئے، مگر یہ اعلان کیا خدا مغیرہ پر لعنت کرے اور اس پر بھی لعنت جو اُس کو پناہ دے اور اس پر بھی لعنت جو اس کو سواری دے۔ الغرض یہ جب باہر نکلا۔ تو زبیر اور زید کو راستے میں ملا۔ اور ان دونوں نے مل کر اُسے قتل کر ڈالا۔ جب حضرت عثمان کو پتہ چلا کے وہ مار ڈالا گیا تو یہ اپنی زوجہ ام کلثوم پاس آئے اور اِس تصور سے کہ ام کلثوم نے ہی نے مغیرہ کا راز آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم کو بتلایا ہو گا ضرب عثمان أمراته ضربا مبرحا حتى ماتت انھیں اونٹ کی پالان کے ایک ڈنڈے سے مارنا شروع کیا حتی کہ وہ مر گئیں۔ الصراط المستقیم الراوندی

ج ۳ص ۲۳۸۔ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۱۵۹؛ التاریخ الاسلامی شیخ محمد ھادی ج ۲ ص ۳۶۳۔

مناقب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا:-

جب کہ خیبر ۷ ہجری میں فتح ہوا اور اسوقت زینب، ام کلثوم یہ دو بیٹیاں زندہ تھیں۔ فتح خیبر کے بعد جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی: سورۃ الا سراء(بنی اسرائیل)آیۃ ۲۶۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبَیٰ حَقَّهُ وَ الْمِسْکِینَ وَ ابْنَ السَّبِیلِ وَلاَ تُبَذِّرْ تَبْذِیراً۔ تمھیں چاہئے کہ قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کو اُن حق ادا کردو، اور خبردار اسراف سے کام نہیں لینا۔

وأخرج البزار وأبو یعلی وابن أبی حاتم وابن مردویه، عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال :لما نزلت هذه الآیة وآت ذی القربی حقه ۔ دعا رسول الله صلی الله علیه وسلم فاطمة فأعطاها فدک .۔ الثعلبی ؛الدر المنثور , ج ۴ ص۱۷۷ تفسیر ابن کثیر؛ تفسیر جلالین؛تفسیر فتح القدیر الشوکانی؛ الکامل عبد الله بن عدی ج ۵ ص ۱۹۰ بزار وابو یعلی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؑ کو بلایا اور فدک عطا فرمایا۔ اسی روایت کو ابن مردویہ نے ابن عباس سے بھی بیان کی۔

معارج النبوت ملا معین واعظ الکاشانی جلد سوم ص ۳۲۱ طبع مکتبہ نبویہ لاہور: پس جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا حق سبحانہ' وتعالی فرماتے ہیں کہ رشتہ داروں کا حق دو، آنحضرت ﷺ و آلہ نے پوچھا خویش کون ہیں؟ اور اُن کا حق کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہؑ ہے۔ حوائط فدک اُسے دو اور فدک میں خدا اور رسول کے لئے جو کچھ ہے اُسے دے دو۔ آنحضرت ﷺ و آلہ نے حضرت فاطمہ کو بلایا اور اس کے لئے تحریر لکھ دی کہ یہ اُن کے پاس ثبوت تھا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اُسے پیش کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی تحریر ہے جو اُنہوں نے میرے، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے لئے لکھی'' انتھی اور وہ تحریر:

وقف محمد بن عبد الله بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف هذه القریة المعلومة بحدود ها علی فاطمة علیها السلام وقفا محرما علی غیرها مؤبدا علیها و من بعدها ذریتها فمن بدله سمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه ان الله سمیع علیم -فتاوی عزیزی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ناشر ایچ ایم سعید طبع جدید ۱۴۰۸ھ ص ۸۲ بحوالہ معارج النبوت ج ۳ ص ۳۲۱ :یعنی وقف کیا محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف نے اس موضع کو جس کی حدیں معلوم ہیں (حضرت) فاطمہ (علیہا السلام) کے لئے اور ایسا وقف کیا کہ سوا دوسرے کے لئے وہ موضع حرام کر دیا گیا اور (آنحضرت ﷺ) نے (حضرت فاطمہؑ) کے لئے یہ وقف ہمیشہ کے لئے کر دیا اور یہ شرط فرمادی کہ (حضرت فاطمہ) کی وفات کے بعد یہ موضع اُن کی ذریّات کے لئے وقف رہے گا تو جو شخص یہ سُن کر وقف کو تبدیل کر دے تو اس کا گناہ تبدیل کرنے والوں پر ہے۔ تحقیق کے اللہ تعالی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (یہ عربی تحریر اور اُس کا ترجمہ فتاوی عزیزی میں اس وقت

موجود ہے۔ مرآد)

ثعلبی نے اس آیت کے تحت مزید یہ لکھا کہ شام کے بازار میں جب ایک ناواقف شخص نے امام زین العابدینؑ سے گستاخانہ کلام کیا تو حضرت علیؑ ابن الحسینؑ اس آیت کریمہ کا حوالہ دے کر اپنا تعارف کروایا۔

حدثنا الحاكم الفاضل أبو عبد الله......الخ عن الزهرى، عن سعيد بن المسيب ، عن سعد بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ وآلہ: أتاني جبريل عليه الصلواة والسلام سفر جلة من الجنة فأكلتها ليلة أسري بي فعلقت خديجه بفاطمة فكنت إذا اشتقت إلى رائحة الجنة شممت رقبة فاطمةً۔مستدرک الصحیحین ج۳ ص۱۵۶؛ الدر المنثور ج۴ ص ۱۵۳؛ معجم الكبير طبرانی ج۲۲ ص ۴۰۰؛ كنزالعمال ج۱۲ ص ۱۰۹ سلسله ۳۴۲۲۸۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ و آلہ وسلم نے: معراج میں جبرائیل نے جنت کا پھل کھلایا، میں واپس لوٹا تو حضرت فاطمہؑ حضرت خدیجہ کے بطن میں آئیں، جب کبھی میں جنت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا ہوں تو فاطمہؑ کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

عن عائشة ام المؤمنين قالت مارايت احدا اشبه سمتا وده وهديا برسول الله صلى الله عليه وسلم فى قيامها وقعودها من فاطمة بنت رسول الله ﷺ وآلہ قالت وكانت إذا دخلت على النبى ﷺ وآله قام اليها فقيلها واجلسها فى مجلس۔ترمذی باب مناقب ج۲ ص ۲۲۸(اردو) عربی ج۵ ص ۳۶۱؛ المستدرک الصحیحین ج ۴ ص ۲۷۳؛ فتح البارى ج۸ ص ۱۰۳ النسائى فضائل الصحابة ص ۷۸۔ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے ایک بھی نہیں دیکھا چال اور چلن وخصلت اور عادت اور اُٹھنے بیٹھنے میں مشابہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت فاطمہ علیہا السلام سے زیادہ جو بیٹی تھیں آپؐ کی اور آنحضرت ﷺ و آلہ کا یہ طریقہ تھا کہ جب وہ (حضرت فاطمہ علیہا السلام) تشریف لے آتیں تو آپ ﷺ و آلہ کھڑے ہو جاتے اور اُن کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔

اور قرآن کریم سے صرف دو آیتیں مع تفسیر ملاحظہ ہو: **سورۃ النور: نور على نور يهدى الله لنوره من يشآء و يضرب الله الامثال للناس والله بكل شيءٍ عليم۔آیت۳۵؛فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَ الآصَالِ ۔آية۳۶ ۔**

نور علیٰ نور (روشنی ہی روشنی) ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اُن لوگوں کی مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شئے کا جاننے والا۔ اور یہ نور اُن گھروں میں ہے جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہاُن کی تعظیم کی جائے۔ اور اُن گھروں میں اُس کا ذکر کیا جائے چنانچہ وہ لوگ اُن گھروں میں صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

وأخرج ابن مردويه عن أنس بن مالك وبريدة قال " :قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية : فى بيوت أذن الله أن ترفع : فقام إليه رجل فقال :أى بيوت هذه يا رسول الله؟ قال :بيوت الأنبياء .فقام إليه أبو بكر فقال :يا

رسول الله هذا البيت منها؟ البيت علی وفاطمة قال :نعم .من أفاضلها ۔ تفسیر الدر المنثور، تفسیر الثعلبی۔شواھد التنزیل الحسکانی ج ١ ص ۵۳۳؛ تفسیر الآلوسی ج ١٨ ص ١٧۴ انس بن مالک اور بریدہ سے ابن مردویہ نے یہ روایت لی ہے کہ جب یہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! اس سے کون سے گھر مراد ہیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کے گھر۔ یہ سُن کر حضرت ابو بکرؓ اُٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کے گھر کی طرف اشارہ کرکے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہ گھر بھی انھیں گھروں میں شامل ہیں؟۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں بلکہ اُن میں یہ سب سے افضل ہے۔ جس گھر کی تعظیم کی جائے وہ گھر فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے۔

سورة الشوری۔ آیة۲۳ : قُل لَّآ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ لْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبَىٰ وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْناً إِنَّ اللَّهَ غَفُور شکور: لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ و آلہ جن کی محبت اللہ نے واجب کی ہے وہ کون ہیں؟۔ فرمایا: علیؑ، فاطمہؑ اور اُن کے فرزند حسن اور حسین (علیہما السلام)۔ پھر فرمایا جو میرے اہلبیت پر ظلم کرے اور مجھ کو میرے اہل بیت کے بارے میں اذیت دے اُس پر بہشت حرام ہے۔ تفسیر کشاف، تفسیر کبیر رازی، تفسیر الدر المنثور۔

یہ اس ثبوت میں آیت قل لا اسئلکم میں اقربا سے مراد آپ کے، ہمارے اقربا مراد نہیں ہیں بلکہ آل نبیؐ مراد ہیں : ہمارے اقربا سے کوئی فائدہ نہیں ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالی

لن تنفعكم ارحامكم و لآ اولادكم يوم القيامة ۔ الممتحنة آیت ۳۔ تمھیں ہرگز نفع دیں گے تمہارے رشتہ دار اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن۔ وما اموالكم و لا اولادكم بالتى تقربكم عندنا زلفى الا من امن عمل صالحا۔ سورة سبا آیت ۳۷ اور نہ تمہارا مال اور نہ تمہاری اولاد تمھیں ہمارے نزدیک کردیں۔

اس سلسلے میں ایک لطیف نکتہ ملاحظہ ہو عربی گرامر: اکبر واحد مذکر اس کا مونث ہوا کبریٰ، اصغر واحد مذکر اس کا مونث ہوا صغری : اقرب واحد مذکر اس کا واحد مونث ہوا قربیٰ

پس یہ ثابت ہو گیا کہ یہ لڑکیاں ہالہ بنت خویلد خواہر حضرت خدیجہؑ کی تھیں اور اُن کا باپ ابوالہند تھا۔ ان لڑکیوں کا نکاح مشرکین سے سے ہوا تھا اور لڑکیاں ربائبہ تھیں۔